ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

سندھ میں انیسویں صدی کی کلاسیکی سرائیکی شاعری کا تنقیدی جائزہ

*محمد ارشد

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

**ڈاکٹر حاکم علی برڑو

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

***ڈاکٹر محمد ممتاز خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

ABSTRACT

The Indus Valley, with its thousands of years of history, is rich in cultural and literary references. The Indus Valley, which has a glorious past, is a reflection of the civilization that is enshrined within it. The reflection of this civilization was born on the soil of Sindh by innumerable universal and eloquent poets. These poets not only highlighted the political and social issues of the time but also proved to be a ray of hope for the hopeless people even in turbulent times. By the light of which the hearts of God's creatures were enlightened and they were able to distinguish between good and evil. Apart from Sindhi, these poets also used other regional languages as a medium of expression. One of them is Seraiki language. In the tradition of Seraiki poetry, the nineteenth century is of special importance among these poets of Sindh land as a large number of poets emerged during this period who brought Seraiki poetry to a perfect level. Among these poets are Sachal Sarmast, Khalifa Nabi Bakhsh Laghari, Nanak Yusuf, Hamal Faqir Leghari, Hussain Didar, Faqir Qadir Bakhsh Bedil, Faqir Khush Khair Mohammad Hasbani, Shah Mohammad Deedarr, Mohammad Mohsin Bakus and Makhdoom Amin Mohammad Amin.

Keywords: *Indus Valley, Civilization, Sindh, Sindhi Language, Seraiki Language, Classical poetry, Nineteenth Century.*

دریاؤں اور صوفیا کی سرزمین سندھ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس دھرتی کے شعراء نے اپنے کلام میں سندھی زبان کے علاوہ اُردو، پنجابی، سرائیکی، فارسی، ہندی اور عربی زبانوں کو بھی ذریعہ اظہار بنایا ہے۔ اس طرح یہ سرزمین علاقائی و دوسری زبانوں کے ادب کی امین ہے۔ ادب کی تخلیق و تکمیل شعراء کی ایک خاصی تعداد کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔ یہ روایت کسی ایک شاعر کی شخصیت اور کلام سے ممکن نہیں۔ سندھی ادب بھی قادرالکلام، عظیم المرتبت اور فی البدیہہ شعراء کے کلام کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ان میں کثیر تعداد ان شعراء کی ہے جنھوں نے سرائیکی شاعری کو بھی اپنے کلام کی زینت بنایا ہے۔ اِس حوالے سے اٹھارویں اور انیسویں صدیوں کو سنہری ادوار کا نام دیا جاتا ہے کیوں کہ ان ادوار میں سندھ میں سرائیکی شاعری کو مقبولیت حاصل ہوئی ان میں انیسوی صدی عیسوی میں سرائیکی کلام کے حامل شعراء کی ایک کثیر تعداد سامنے آئی جنھوں نے سرائیکی شاعری کو کمال درجے پر پہنچادیا اور اس طرح سرائیکی زبان و ادب میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور شعری ادب میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ ان میں انیسویں صدی کے ان شعراء میں سے چند اہم شعراء کا تعارف اور ان کے سرائیکی کلام کا جائزہ درج ذیل ہے۔

حضرت سچل سرمست فاروقی خاندان کے ایک بزرگ حضرت شہاب الدین اول بن عبدالعزیز کی اولاد میں سے میاں صلاح الدین کے گھر درازہ میں 1939ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی کے بلند پایہ کلاسیکل شعراء اور صوفیاء کرام میں ہوتا ہے۔ حضرت سچل سرمست سندھی، سرائیکی، فارسی اور اُردو زبانوں کے قادرالکلام شاعر تھے۔ مگر آپ کا زیادہ کلام سندھی کے بعد سرائیکی زبان میں ہے جو فنی لحاظ سے کافی، سی حرفی اور دوھڑہ جیسی اصنافِ سخن پر مشتمل ہے۔ سچل سائیں کے کلام میں داخلیت اور خارجیت کا بہترین امتزاج موجود ہے۔ فکری لحاظ سے آپ کے کلام میں حسن و عشق اور تصوف جیسے موضوعات بھی شامل ہیں۔ آپ کے معتقدین اور مریدین میں سندھی اور سرائیکی کے کلاسیکی شعراء بھی شامل ہیں۔ آپ کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمارے سامنے ایسے خود مست انسان کا تصور ابھرتا ہے جو خود کلامی میں مصروف ہو اور اس خود کلامی میں اسی کے اپنے نظریات اس خوبصورتی سے سامع کے کانوں تک پہنچ رہے ہوں کہ وہ ان کے اثرات سے اپنے آپ کو نہ بچاسکیں۔ آپ کے سرائیکی کلام سے ایک سی حرفی ملاحظہ ہو:

"ق۔ قتل کیتا آپڻے نفس کون انھان،ڏیک مشاھدا وو یار دا جي،

ڏوجھي ڳالھ نھین کائي وچ آٹین، عاشق ٿیا پَھلے اقرار دا جي،

ھووِن مست سپے اُھین ڏینھن لاڱون،باري بار برھ دي بار دا جي، (1)

لغاری قبیلے کی ایک شاخ "سیر کاٹی لغاری" سے تعلق رکھنے والے ایک باوقار اور قادرالکلام کلاسیکل شاعر خلیفہ نبی بخش لغاری کی پیدائش کوٹ مٹھی (موجودہ تحصیل ٹنڈو باگو ضلع حیدرآباد) میں 1190ھ بمطابق 1776ء کو ہوئی۔ آپ سندھی، سرائیکی اور اُردو زبانوں کے باکمال شاعر تھے۔ آپ کا نام "نبی بخش" قوم لغاری اور شاعری میں تخلص "قاسم" تھا۔ بچپن سے جوانی تک کا سفر طے کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے شعور کی پختگی، بلند حوصلگی اور عقل سلیم جیسی خوبیاں بھی حاصل کرلیں تھیں۔ آپ ایک ہی وقت میں شاعر اور سپاہی تھے یعنی قلم اور تلوار کے بہادر و دھنی تھے۔ سندھ میں سرائیکی زبان میں لکھی گئی پہلی مثنوی آپ کی تخلیقی صلاحیت کا ایک شاہکار ہے۔ آپ کا کلام سی حرفی، بیت، کافی اور مثنوی سسی پنوں پر مشتمل ہے۔ آپ کے سرائیکی کلام میں عربی، سندھی اور اُردو کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ فنی و فکری لحاظ سے آپ کے کلام کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ خلیفہ صاحب کے سرائیکی کلام سے سُر جھنگلو کی ایک منفرد کافی ملاحظہ ہو:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

"سڄڻ ول آوي مئن كولي، ڍولڻ ول آوي مئن كولهي

1. جدا جالڻ مئن نون مشكل، جيويهن باغين بنؤن بلبل

نهين كوئي تيڏا تُل تُل رهيان هڻ گولي مئن گولي

2. سڄڻ اسان تي ٿيا راضي، نه كتيس مئن نال بي نيازي

ڍولڻ ساڏي مني آزي، جاڻاں ڪيون ٿوري مئن ٿولهي

3. ڍولڻ ول ديسڙي آيا، كيتس كنهن مزدار ايا

راول ريجهه رنگ لايا، كيتس سيل وچ اهين سولي

4. دلبر ديسڙي سانون' آ (قدم) ول اگڻ ساڏي (چا)

قلسم تي تون ڦيرڙا ول پا، سهجئون انگ نه ملوان چولهي" (2)

نانک یوسف ضلع خیر پور کے گاؤں "اگڑا" میں 1208ھ بمطابق 1792ء میں پیدا ہوئے آپ سچل سرمست کے معتقد اور مرید تھے۔ شاعری اور تصوف دونوں میں سچل سائیں کی فکر وصحبت کا اثر قبول کیا۔ آپ سچل سائیں کے خاص خدمت گزار تھے۔ آپ کی شاعری پر سچل سرمست کی صوفیانہ فکر کی گہری چھاپ موجود ہے۔ سچل کی طرح نانک یوسف بھی ہمہ اوست اور وحدت الوجود کے فلسفے کے قائل تھے۔ نانک یوسف کا زیادہ تر کلام سندھی، سرائیکی اور اُردو زبانوں میں ہے۔ فنی لحاظ سے آپ کا سرائیکی کلام صنف دوھڑہ پر مشتمل ہے جو جدت اور ان کی فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

"رمزان راه جنهين نون مرشد سچي آ سمجهايا،

واحد احد الله دي محبت سرڪا صاف پلايا،

طالب خير تحقيق تنهن تون در جنهين دل چايا،

نانڪ يوسف دار يارالله دا بولي عشق سجايا۔" (3)

حمل خان لغاری ولد رحیم خان بلوچوں کے "سیر کانی" قبیلے کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کی ولادت 1225ھ بمطابق 1809ء میں خیر پور کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ جوانی میں آپ نے درس وتدریس کا مشغلہ اختیار کیا اور قصبہ "محمود خان لغاری" میں ایک مکتب کی بنیاد رکھی۔ حمل فقیر سیلانی طبیعت کے مالک تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے تقریباً تمام سندھ کی سیاحت کی تھی۔ ایک روایت کے مطابق آپ معروف سرائیکی کلاسیکل شاعر مولوی لطف علی کو بھی ملنے گئے تھے مگر افسوس وہ آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے:

"حمل خان ایک ذہین سنجیدہ اور صلح پسند شخص تھے۔ حاضر جوابی خوش طبع اور نکتہ سنجی ان کی طبیعت اور سرشت میں تھی۔ حمل خان نے سنہ 1296ھ/1879ء میں وفات پائی اور اپنے گاؤں میں دفن ہوئے۔" (4)

حمل خان سندھی اور سرائیکی زبانوں کے بلند پایہ شاعر تھے۔ فنی لحاظ سے آپ کا سندھی اور سرائیکی کلام مداح، معجزہ، منقبت، مثنوی، سی حرفی، غزل، بیت اور کافی جیسی اصنافِ سخن پر مشتمل ہے۔ حمل فقیر کی شاعرانہ صلاحیت اتنی مضبوط تھی کہ فی البدیہہ شعر کہنے میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ کے کلام سے سی حرفی کا نمونہ ملاحظہ ہو:

"الف) آءُ سُهٹا جاني يار ميرا،

ڳل لڳ ڪروں منيان ڳالهيان جي!

تساڻ ٻاجهه آرام حرام هويا،

تيري مار وڇوڙي تان ڳاليان جي،

اوڙا ٻاڙا جهڙا مهٹے ڏيندا،

تنهن نون ڏي تون آءُ يار!ڏكالِيَاں جي!

نال حمل! في الحال ملو

ڏوتيان سپ ٿيون سڑڪاليان جي!" (5)

حمل فقیر کی شاعری اور زندگی دونوں کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ فکری اعتبار سے آپ کا کلام طنز و مزاح، حسن وعشق اور تصوف پر مشتمل ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

حسین دیدڑ تالپور عہد میں گوٹ دیدڑ ضلع لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق زمیندار طبقے سے تھا مگر غریب افراد اور کسانوں کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ جوانی کے ابتدائی حصے میں سرکاری ملازمت سے بھی وابستہ رہے۔ آپ کو تصوف سے خاص لگاؤ تھا اسی لیے آپ کے کلام میں صوفیانہ فکر بھی موجود ہے۔ حسین دیدڑ جہاندیدہ، باعمل و باکردار انسان تھے۔ نبی کریم ﷺ سے آپ کو والہانہ محبت تھی جس کا اظہار آپ نے اپنے کلام میں بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے کلام میں درودِ پاک بھی لکھا۔ دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دنيا ڏرنگي ڪوڙي بازي، ياد نه ڪيجيئي حڪايت ماضي،
غم متان تون، ڪاوين غازي ، اور الله ڪون ڪر تون آزي،
تان وت ٿيوئي،رازق راضي، پڙھ ڪلمان لهہ نيڪ مراد۔
يار رب سائين سن فرياد۔" (6)

فقیر قادر بخش (عبدالقادر) بیدل روہڑی میں فقیر محمد محسن کے گھر 1814ء میں پیدا ہوئے فقیر قادر بخش بیدل کی شخصیت علمی اور روحانی طور پر کمال درجے کی تھی۔ آپ سندھی، سرائیکی، اُردو، فارسی اور عربی زبانوں کے عظیم المرتبت، قادرالکلام اور بلند پایہ صوفی شاعر تھے مگر آپ کا زیادہ تر کلام سندھی اور سرائیکی زبانوں پر مشتمل ہے۔ آپ کے سرائیکی کلام میں ابیات بھی شامل ہیں جو تمثیلی و علامتی شاعری، تصوف اور حسن و عشق کی شاعری پر مشتمل ہیں۔ سرائیکی دوہڑا ملاحظہ ہو:

''لا'' دي فڪرت نال وڃاوين، خيال خودي دا سارا،
نفي وچ اثبات ويکيجي نُور شهود نيارا،
''اينما تُوَلُوفثم وجه الله''جٿ ويکين تٿ يارا،
اُٿ ڳيا حجاب دوئي دا، وحدت مار نغارا۔"(7)

فقیر خیر محمد ھیسبانی، رئیس عرض محمد ھیسبانی بلوچ کے گھر 1809ء بمطابق 1224ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے دور کے قادرالکلام صوفی شاعر تھے۔ آپ کو سندھی اور سرائیکی دونوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اس لیے آپ کا کلام سندھی اور سرائیکی دونوں زبانوں میں موجود ہے۔ فقیر صاحب کے کلام میں کافیاں اور ابیات شامل ہیں۔ آپ کی شاعری اور صحبت نے کئی ہم اثر شعراء کو بھی متاثر کیا ہے۔ "فقير خير محمد2محرم1294ھ/1877ء تی وفات ڪئی"۔(8)ترجمہ: فقیر خیر محمد نے 2 محرم 1294ھ / 1877ء میں وفات پائی۔ آپ کے کلام سے ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

"ٿلهہ: پسي صورت جو سلطان همه حيران لڳي
جن، ملائڪ، حوران، پريون هر هڪ ٿيو حيران
پڙهن سبحان لڳي
سهسين ساز سرور ، تماشا ، سازن جا سامان
جاتي تاتي تان لڳي
سر سونهين پوشاڪ گلابي، موهيومسي ء پان
مٿس مرجان لڳي
ڪليا حسن ، چمن چوڌاري ، بلبل ٿي مستان
برھ بستان لڳي" (9)

شاہ محمد دیدڑ سندھ کے مشہور صوفی شاعر حسین دیدڑ کے نواسے تھے۔ آپ 1249ھ بمطابق 1830ء میں گوٹ دیدڑ ضلع لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی آپ کو قادرالکلام شعراء کی رفاقت اور ادبی ماحول میسر آیا۔ آپ کا کلام سندھی اور سرائیکی زبانوں میں موجود ہے۔ آپ کا شمار فی البدیہہ شعراء میں بھی ہوتا ہے:

عيد ڪنون وڌ عيد ٿيوي، جي جانب اڄ دن آوي،
جي ڳل لاوي،
جاوي سُور وڃي پچ ڪر،غم دليان دا لهہ جاوي،
جي ڳل لاوي،
سهجون سهج ڪنون سڪدي دا،انگنه چولي ماوي،
جي ڳل لاوي،
شاهہ محمدشاهہ مليِ تان، سپ دک دور سڏاوي،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

جي ڳل لاوي،" (10)

دیڈ فقیر نے شاعری کے میدان میں بہت سوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ شاہ محمد دیڈ کا کلام ڈاکٹر عبدالکریم سندیلو نے "کلیاتِ شاہ محمد دیڈؒ" کے نام سے مرتب کیا اس میں قصے، سی حرفیاں، مدح، مولود، ابیات اور کافیاں موجود ہیں۔ جس میں ناصحانہ رنگ بھی موجود ہے اور عشقِ مجازی کی جھلک بھی:

"محمد محسن مشهور صوفي شاعر قادر بخش بيدل جو پٽ.پنهنجي اباڻي شهر روهڙي ۾26جمادي الثاني1275ھ/2 فيبروري1858ء ۾ پيدا ٿيو۔"(11)

ترجمہ: محمد محسن مشہور صوفی شاعر قادر بخش بیدل کے بیٹے تھے۔ آپ اپنے آبائی شہر روہڑی میں 26 جمادی الثانی 1275ھ بمطابق 2 فروری 1858ء میں پیدا ہوئے۔

آپ نے تخلص "بیکس" اختیار کیا جو بعد میں آپ کے نام کا جزولازم بن گیا۔ "بیکس" کی ابتدائی تعلیم فقیر بیدل کے فکری اسکول میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم وتربیت پر کافی توجہ دی گئی۔ بچپن سے ہی صوفیانہ اور ادبی ماحول میسر آیا جس کی وجہ سے آپ کی سوچ پختہ، صوفیانہ اور شاعرانہ مہارت کی حامل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نو عمر شاعر ہونے کے باوجود آپ کو قادرالکلام شعراء کی صف میں شامل کیا جاتا ہے۔ آپ کی شاعری کمال درجے کی تھی۔ حسن وعشق اور تصوف آپ کی شاعری کے خاص موضوعات ہیں۔ آپ کا کلام سندھی، سرائیکی، ہندی، فارسی اور اُردو زبانوں پر مشتمل ہے۔ آپ کے سرائیکی کلام سے ایک دوہڑہ ملاحظہ ہو:

"سوہنے سچے مُول نہ ٿیون، توڑے سئو سئو قسماں چاون،
توڑے سوہنے سنگدل دے، تہ بہ بیشڪ من ڪوں پاون،
"بیکس" بیوس ڪیاڪري، جو ماس دلیں دا کاون۔" (12)

مخدوم امین محمد (عرف پکن ڈٹی) ولد مخدوم محمد زمان (رابع) 26 اکتوبر 1838ء بمطابق شعبان 1254ھ کو شہر ہالا ضلع حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کا شمار سندھی اور سرائیکی کے عمدہ شعراء میں ہوتا ہے۔ مخدوم امین بچپن سے ہی شاعری سے لگاؤ تھا خاص طور پر "کافی" سے عشق تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کافی کے بہترین شاعر تھے اور آپ کی کافیاں آج بھی مشہور ہیں جنھیں فنی وفکری لحاظ سے آپ نے کمال حد تک پہنچایا ہے۔ آپ کا کلام بیت، کافیوں، مولود، سی حرفیوں، مرثیہ، لولیوں اور دوہڑہ پر مشتمل ہے۔۔ آپ نے اپنی شاعری میں "امین" تخلص کے علاوہ کہیں "امین محمد" بھی استعمال کیا ہے۔ آپ کے مجموعہ کلام "کلیاتِ امین" میں شامل سرائیکی کلام میں 18 سرائیکی کافیاں اور 5 سرائیکی ڈوھڑے شامل ہیں۔ آپ کے سرائیکی دوھڑوں میں سے ایک دوھڑہ ملاحظہ ہوں:

"عشق عجائب النيان باتان، هئي هئي هل مچايا،
هئي هئي حال حقيقت والا، سارا حرف سڻايا،
’’نحو‘‘ دي نيڙي جهگهڙي جهيڙي، ’’جزوڪل‘‘ قلب ڪنايا،
ماسوی مار سٽيوني، هڻ هو هو دا رايا،
ٿي هو وچ غرق تان غرض ٿيوئي، سرسبحاني سايا،
’’وفي انفسڪم‘‘ سر سپوئي، سيني وچ سمايا،
’’اناالحق‘‘ حلاج الايا جنهن ڪل ڪنڌ ڪپايا،
هَي هَي آک منه هُو هُو ٿيوي، او ڪثرت اي ڪايا،
هووي عشق ’’امين‘‘ اسان ڪون، جنهن ملدي ملدي مايا." (13)

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ انیسویں صدی عیسوی سندھ میں سرائیکی شاعری کا سنہرا دور تھا جب سندھ میں سرائیکی شعرا کی نا صرف کثیر تعداد سامنے آئی بلکہ سرائیکی کلاسیکی شعری ادب میں فنی وفکری جدت اور تنوع بھی پیدا ہوا۔ اسی دور میں سرائیکی شاعری میں تصوف، انسان دوستی اور حسن وعشق جیسے اہم اور روایتی موضوعات کے علاوہ کچھ مزید موضوعات کا اضافہ ہوا جبکہ فنی اعتبار سے وائی، سی حرفی اور مثنوی جیسی اصناف کا رواج ہوا۔ اس سبب آئندہ ادوار میں کلاسیکی سرائیکی شاعری کو نئی جہت ملی اور اس تبدیلی کی اہم وجہ خطے میں سیاسی وسماجی تبدیلیوں کا رونما ہونا تھا۔

حوالہ جات

1. راٹپوری، مولانا حکیم محمد صادق (مرتب) رسالو، سچل سرمست (سرائیکی کلام)، (ترتیب وتزئین)، ڈاکٹر مخمور بخاری، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ، 2012ء، ص:346۔
2. نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر، خلیفی صاحب جو رسالو، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ، 2005ء، ص: 237۔
3. تنویر عباسی، نانک یوسف جو کلام، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ، 2014ء، ص: 174،173۔

4. نبی بخش خان بلوچ،ڈاکٹر، سندھ میں اردو شاعری، محکمہ ثقافت، حکومت سندھ، 2012ء، ص:155۔
5. نبی بخش خان بلوچ،ڈاکٹر، کلیاتِ حمل فقیر جو کلام، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ، 2001ء، ص:265۔
6. عبدالکریم سندیلو،ڈاکٹر، کلیات حسین دیدڑ، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ،1992ء، ص:27۔
7. اختر درگاہی، بیدل سائیں جو رسالو، خیرپور، پونٹ، پرنٹنگ پریس، 2011ء، ص:350۔
8. ڈاکٹر محمد علی مانجھی، پروفیسر، شاہ عنایت شہیدِ سندس سلسلی جاشاعر، ثقافت کاتو محکمہ سندھ،2012ء، ص:505۔
9. عبدالجبار عابد لغاری،ڈاکٹر، سندھ جا صوفی شعراء کرام، حیدرآباد، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، ص:169۔
10. عبدالکریم سندیلو، کلیات شاہ محمد دیدڑ، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ،1977ء مقدمہ، ص:13۔
11. ڈاکٹر محمد علی مانجھی، پروفیسر، صوفی شاہ عنایت شہیدءِ سندس سلسلی جاشاعر، ص:412۔
12. عبدالحسین شاہ موسوی، سیّد، دیوانِ بیکس، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ،1965ء، ص:134۔
13. محبوب علی چنا، کلیات امین، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ1990ء، ص:195۔